امریکہ میں مشرقی علوم کی اشاعت

از جناب مولوی حافظ محمد رشید احمد صاحب ارشد بی اے

(۲)

مستشرقین کا تبحر علمی | یہ مستشرقین عربی لٹریچر کے زبردست ماہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ عربی زبان کو مستقل حیثیت سے مطالعہ نہیں کرتے ہیں بلکہ سامی زبانوں کی ایک شاخ کی حیثیت سے مطالعہ کرتے ہیں اور یہ لوگ کسی شخص کو عربی زبان میں اس وقت تک ماہر نہیں سمجھتے۔ جب تک وہ دوسری سامی زبانوں کا ماہر نہ ہو۔ اسی وجہ سے ان کی گفتگوؤں اور تقریروں میں کسی مشرقی عالم کا نام سننے میں نہیں آیا۔ اور نہ وہ ان میں سے کسی کا نام حوالۃً پیش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ اپنی تالیفات میں بھی کسی مشرقی فاضل کی تصانیف کا اقتباس درج کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے وہ یورپین مستشرقین کے ساتھ ایک علیحدہ "عالم عربی" میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ جس میں کسی مشرقی عالم کا تعلق نہیں ہے۔

یہ مستشرقین عربی زبان کے کسی طالب علم کو سامی زبان میں اسوقت تک ڈگری نہیں دیتے جب تک کم ازکم وہ سریانی اور عبرانی کا ماہر نہ ہو۔ جب میں نے کولمبیا یونیورسٹی سے استعفار دیا تھا۔ اس وقت میرے دو یا تین شامی دوستوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی تھی کہ میں ان کے نام یونیورسٹی کے ارباب اقتدار کے پاس بھیجدوں تاکہ شعبہ علوم مشرقیہ میں معلم کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوسکے مگر چونکہ مجھے ان کی ناکامی کا پورا یقین تھا اس لئے میں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ ان کی قابلیت عربی زبان تک محدود تھی۔

کولمبیا کی علمی تحقیقات | کولمبیا کے مشرقی شعبہ کے صدر ڈاکٹر رچرڈ غوتھل (R. Gothil) ہیں جنھوں نے جرمنی میں اور جامعہ ازہر کے ایک استاد سے تعلیم حاصل کی تھی۔ یہاں ہر ایک طالب علم سے جو ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرنا چاہتا ہے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی خاص مضمون پر کوئی کتاب تالیف کرے جس کے ذریعہ ریسرچ اور تحقیقاتِ علمیہ کے جدید اصول کے مطابق اس کی قابلیت کا اندازہ لگایا جاسکے۔ ذیل میں ان میں سے چند ایسے طلبار کے نام اور ان کی تالیفات کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

جنھوں نے انگریزی زبان میں عربی لٹریچر پر محققانہ کتابیں تحریر کیں۔

(۱) تاریخ غزّہ، از مایر۔ (Mayer.)

(۲) تاریخ صیدا۔ از ائسلین۔ (Eiselin.)

(۳) تاریخ صور۔ از فلیمنگ۔ (Fleming)

(۴) آرام و اسرائیل۔ از کریلنگ۔ (Kreling.)

(۵) ترجمہ کتاب الفرق بین الفرق۔ از مسز سیلی۔ (Mrs. Seely)

(۶) سامی اصول کا اشتقاق۔ از مسٹر ہروٹز۔ (Hurwits)

علاوہ ازیں اور کئی مفید ادبی و تاریخی کتابیں ایسے طلبار نے تحریر کی ہیں۔

پنسلوانیا یونیورسٹی فلاڈلفیا میں سامی زبان کے پروفیسر موریس جسٹرو تھے جنھوں نے اشوری اور بابلی مذہب و تمدن سے متعلق کئی کتابیں لکھی ہیں، ان کی آخری تالیف "بغداد کے لوہے کے سکوں" پر تھی۔ آپ نے اپنی ایک کتاب میں صیہونی خیالات کا مضحکہ اڑایا ہے۔ کیوں کہ پروفیسر مذکور یہودی ہوتے کے باوجود صیہونی تحریک کے مخالف تھے۔ اس یونیورسٹی میں اشوری، اور بابلی اشیا نیز خطوط مسیحی کے نمونوں کا ایک عمدہ عجائب خانہ ہے جس کا ثانی امریکہ میں اور کوئی نہیں۔

شکاگو یونیورسٹی میں پروفیسر جیمس برسٹڈ تعلیم دیتے ہیں۔ آپ نے ۲۰-۱۹۱۹ء کے ایام سرما میں مصر، شام اور عراق کی سیاحت کی تھی۔ اب آپ مشرقی شعبہ کی تعلیم کا وسیع پیمانہ پر ایسا انتظام کر رہے ہیں۔ جس کا مقابلہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں کوئی دوسری یونیورسٹی نہیں کر سکے گی۔ ان انتظامات کی تکمیل امریکہ کے مشہور کروڑپتی مسٹر راکفلر کی مالی امداد سے ہوگی۔ جامعہ شکاگو کے سابق چانسلر مشہور مستشرق مسٹر ہارپر ہیں جنھوں نے "قانون حمورابی" کو (جو قدیم بابل کی دماغی کاوشوں کا نتیجہ ہے) شائع کیا اور انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔

کیلےفورنیا یونیورسٹی میں پروفیسر پوپر قابلِ ذکر ہیں جو آج کل "تغزی بردی" کی مشہور تاریخ مصر کی اشاعت میں منہمک ہیں۔

ان یونیورسٹیوں کے مشرقی شعبوں میں عام طور پر طلبار کی تعداد کم ہوتی ہے۔ کولمبیا یونیورسٹی کے مشرقی شعبے میں جو غالباً سب سے بڑا خیال کیا جاتا ہے طلبار کا سالانہ اوسط تیس ہے۔ ایسے طالب علم اکثر نوجوان مرد ہوتے ہیں۔ لیکن بعض نوجوان خواتین بھی شریکِ درس ہوتی ہیں۔

مذہبی مدارس | ولایات متحدہ امریکہ میں فلسفہ الہیات اور مذہبی تعلیم کے لئے ۲۳ - اعلیٰ مدارس موجود ہیں - جن میں سے ایک کیتھولک کالج دارالسلطنت واشنگٹن میں ہے - یہودیوں کے دو کالج نیویارک اور اوہیو میں قائم ہیں۔ اس قسم کے اکثر مدارس میں مذہبی اور مشنری تعلیم کے علاوہ مشرقی ممالک کے مذہب تاریخ اور ادبیات کا درس بھی داخلِ نصاب ہیں - ان مدارس میں سے اہم کالج ہارٹفورڈ کی مذہبی درسگاہ ہے - اس کی شہرت مشہور امریکن مستشرق مسٹر میکڈانلڈ کی وجہ سے ہے جو مذہبِ اسلام کے زبردست عالم سمجھے جاتے ہیں۔ میں نے بھی پروفیسر مذکور سے موسمِ خزاں کی ایک رات میں ملاقات کی تھی - اس وقت آپ اپنی لائبریری میں بیٹھے ہوئے مطالعۂ کتب میں منہمک تھے - آپ کی عمر اس وقت ستر برس کی تھی - ڈاڑھی سفید ہوگئی تھی - اور لب ولہجہ سکاٹ لینڈ کے باشندوں کی طرح تھا - کیونکہ آپ کی پیدائش امریکہ میں نہیں ہوئی تھی - جب میں نے ان سے موجودہ مشغلہ کے متعلق استفسار کیا تو آپ مجھے کتب خانہ کے ایک گوشہ میں لے گئے جہاں کتابوں کا انبار لگا ہوا تھا - آپ نے بجلی کے لیمپ کے بٹن کو دبا کر روشنی کی تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ انبار "الف لیلہ" کے مختلف ایڈیشنوں اور تراجم کا مجموعہ تھا - اتنا بڑا مجموعہ میں نے کہیں نہیں دیکھا - اس میں مصری مطبع یسوعی، بیروت - مطبع ادبیہ بیروت اور دیگر مطابع کے اڈیشن اور فرنچ - انگریزی - جرمنی ودیگر زبانوں کے تراجم سب موجود تھے - مجھے یاد ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ الف لیلہ کے ہر ایک اڈیشن کا ایک ایک نسخہ ان کے پاس موجود ہے - بعد ازاں انھوں نے فرمایا کہ وہ آج کل الف لیلہ کے مؤلف یا مؤلفین کی شخصیتوں اور ان کے مقامات افسانہ کا بغور مطالعہ کررہے ہیں - یہ مقصد قصوں کے طرزِ بیان، مواد اور اس کی ترتیب نیز دوسری ادبی کتابوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے حاصل ہوسکتا ہے -

پروفیسر مذکور کے پاس چند عربی اجزا اوراق بھی پڑے ہوئے تھے جن میں ایک نصیری فاضل نے نصیری خیالات کی تشریح کی تھی - جب میں نے ان اوراق کو اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پروفیسر مذکور نے اپنے قلم سے اس پر بہت سے نوٹ اور حواشی سرخ سیاہی سے لکھ رکھے تھے جس سے اس بات کا پتہ چلتا تھا کہ صاحب موصوف نے ان اوراق کا ناقدانہ نظر سے مطالعہ کر رکھا ہے - جب میں ان کے پاس سے نکل کر آیا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ اگر یہ شخص مشرق میں سالہا سال تک صرف الف لیلہ کے مطالعہ میں منہمک نظر آتا تو سب لوگ یہی سمجھتے کہ وہ اپنی زندگی بیکار تباہ کررہا ہے -

دوسرے دن صبح کو میں نے ان کے رفیق ڈاکٹر ورل (Worrel) سے ملاقات کی جو پہلے "امریکن سکول آف اورینٹل ریسرچ" کے منتظم تھے۔ ڈاکٹر موصوف شام و فلسطین کی عام بول چال کی زبان اور اس کے اشتقاق و انقلاب کی تاریخ مرتب فرما رہے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جو شخص اپنی تمام محنت اور وقت اس کام کے مطالعہ کے لئے صرف کرے اور اس موضوع کو فیلالوجی، اجتماعی تاریخی۔ غرضکہ تمام پہلوؤں سے پایۂ تکمیل کو پہنچائے تو تم سمجھ لو کہ اس نے عربی لٹریچر کی زبردست خدمت کی۔ ان کی اس گفتگو سے شام و مصر و عراق کے ان ادبار کی جماعت میرے ذہن میں آئی جو اس قسم کے مطالعہ کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتی۔ اس مدرسہ کے ایک استاذ ڈاکٹر لیوس پاٹن (Lewis Patan) ہیں جنھوں نے شام و فلسطین کی قدیم تاریخ مرتب کی ہے۔ ہارٹفورڈ کا مدرسہ ایک دولتمند محسن مسٹر کینیڈی کی یادگار ہے۔

مشرقی انجمنیں | ولایات متحدہ امریکہ کے مستشرقین کی ایک بڑی انجمن ہے جس میں ایسے تمام فضلاء، پروفیسر لوگ شامل ہیں جو مشرقی علوم سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس انجمن کا نام "امریکن مشرقی مجلس" (American Oriental Society) ہے۔ اس کے ارکان کئی سو ہیں جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کا سالانہ جلسہ کسی ایک یونیورسٹی میں منعقد ہوتا ہے جس میں وہ مضامین پڑھے جاتے ہیں جو ارکان کی خاص تحقیقات کے نتائج ہوتے ہیں۔ یہ مضامین بعد میں انجمن کے اپنے رسالہ میں شائع ہو جاتے ہیں۔ اسی قسم کی انجمنیں تقریباً یورپ کے ہر ملک مثلاً انگلینڈ، فرانس، جرمنی، آسٹریا، اطالیہ، ہالینڈ میں قائم ہیں۔ اسی طرح کلکتہ میں "بنگال ایشیاٹک سوسائٹی" بھی قائم ہے اور یہ امر قابلِ اطمینان ہے کہ ایسی انجمنیں باہمی تعلقات قائم کرنے میں بہت مفید ثابت ہو رہی ہیں۔

اس وقت میرے سامنے "امریکن مشرقی مجلس" کی دو شاخوں کی رپورٹ ہے۔ مشرقی شاخ کے اجلاس کرسمس کی تعطیلات میں "جانس یونیورسٹی" میں ہوئے اور مغربی شاخ کے جلسے جامعہ وسکنسن میڈیسن شہر میں منعقد ہوئے۔ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی شاخ کے جلسوں میں اکسٹھ ارکان شریک ہوئے جن میں نو خواتین تھیں۔ اس کے جلسہ پانچ مرتبہ ہوئے اس کے صدر ڈاکٹر ٹلکوٹ ولیمز مشہور امریکن صحیفہ نگار تھے جو اسی سال قبل لبنان کے ایک موضع عبیہ میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے جو مضمون پڑھا اس کا عنوان "اسلامی خلافت" تھا۔ اس سال جو ارکان منتخب کیے گئے تھے ان کی تعداد ۱۳۱ تھی۔ اس انجمن کے اعزازی ارکین میں ہنری مور سابق سفیر ترکی اور ولیم ٹافٹ سابق صدر جمہوریہ اضلاع متحدہ امریکہ بھی شامل تھے۔

ان مضامین کے عنوانات سے جو وہاں پڑھے گئے تھے علوم مشرقیہ کے متعلق امریکن قوم کی کوششوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بعض مضامین حسب ذیل تھے۔

(۱) کتاب سفر ایوب میں شتر مرغ کا ذکر۔

(۲) جزائر فلپائن کی عام زبان۔

(۳) قدیم مصری زبان کی علامتیں اور اس کے مقابلہ میں سامی زبان کی علامت۔

(۴) ان بخور کی کیمیائی ترکیب اور اجزاء نباتی جن کا ذکر تورات میں ہے۔

(۵) حشیشین قوم کی زبان۔

(۶) طوفان نوح کے بعد کی قوس قزح۔

(۷) زراعت سے متعلق کلدانی روزنامچہ۔

(۸) وہ آیتیں جن کا ترجمہ سفر میں غلط کیا گیا ہے۔

(۹) "حمو" کا اشتقاق۔

(۱۰) تالمود میں طب۔

(۱۱) سامی زبان میں ادارۃ المضارعہ۔

ولایات متحدہ امریکہ کے دوران اقامت میں سوائے حالت مجبوری کے اس انجمن کے جلسوں سے میں کبھی غیر حاضر نہیں رہا۔ اس بنا پر مجھے ان کی معلومات سے مستفید ہونے کا بہت موقع ملا۔ اور مجھے اپنے ملک کی تاریخ، زبان، فلسفہ اور مذہب سے متعلق ایسی معلومات حاصل ہوئیں۔ جو ان کی امداد کے بغیر معلوم ہونی بہت مشکل تھیں۔ مجھے بہت افسوس رہا کہ کوئی ہمارا مشرقی بھائی اس انجمن کا رکن نہیں ہے۔ حالانکہ صرف مشرقی علوم سے دلچسپی کا اظہار اس کی رکنیت کی شرط رکھی گئی تھی۔

اس انجمن کی یہ کوشش بھی تھی کہ یہ انجمن حکومت امریکہ سے ایک ایسا عام مشرقی مدرسہ قائم کرنے کے متعلق گفت وشنید کرے جس میں طلباء کو مشرقی ممالک میں سفارت اور قونصلوں کے منصب کے لئے تیار کیا جائے۔ پریذیڈنٹ ولسن کی حکومت نے اس تجویز پر رضامندی کا اظہار کیا تھا مگر معلوم نہیں بعد میں حکومت کا کیا طرز عمل رہا۔

دوسری انجمن "انجمن تشریح وتفسیر تورات" ہے جس میں مذکورہ بالا انجمن کے اراکین بھی شامل ہیں۔ اس انجمن کا دائرہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان لسانی۔ تاریخی۔ اور مذہبی

مباحث تک محدود ہے جن کا تعلق تورات یا بائبل سے ہے۔ نیویارک اور شہر فلاڈلفیا میں مستشرقین کی ایک اور مختصر سی انجمن ہے۔ جہاں اس کے ارکان کسی ایک رکن کے گھر مہینے میں ایک مرتبہ تعارف اور تبادلۂ خیالات کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور ان جلسوں میں علمی مباحث اور نئی مشرقی کتابوں کے مطالعے اور تبادلے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میں نیویارک کی ایسی ایک انجمن کے جلسوں کے منظر کو فراموش نہیں کر سکتا جب اس کے ارکان شام کو آتے تھے اور ان میں سے ہر ایک بقدرِ استطاعت کتابیں رسالے یا اوراق ہی اٹھائے ہوئے چلا آتا تھا۔

مشرقی رسائل "امریکن مشرقی انجمن" کا ایک ایک سہ ماہی رسالہ شائع ہوتا ہے جس میں اراکینِ انجمن کے مقالات اور لیکچر شائع ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ یایل یونیورسٹی میں چھپتا ہے اور اس طرز پر مرتب ہوتا ہے جس طرز پر یورپ کی مشرقی مجالس کے سہ ماہی رسائل شائع ہوتے ہیں۔

ایک رسالہ "صحیفہ سامی لغات" ہے جو جامع شکاگو کے شعبۂ مشرقیات کے اہتمام سے شائع ہوتا ہے۔ ایک اور اہم مشرقی رسالہ "انجمن تفسیر تورات" کی طرف سے بھی شائع ہوتا ہے۔

ان رسائل میں مضمون نگار کسی خاص مضمون پر نہایت جانفشانی اور صحیح تحقیقات کے بعد جو جدید علمی اصول پر مبنی ہوتی ہیں کوئی مقالہ سپردِ قلم کرتا ہے تاکہ تعلیم یافتہ اور فضلاء ان کی تحقیقات سے مستفید ہوں۔ یہ مقالات عام مذاق کے نہیں ہوتے ہیں بلکہ مشرقی علوم سے گہری دلچسپی رکھنے والا ہی ان کو سمجھ سکتا ہے۔ نیویارک میں دوسری قسم کا عام پسند ایک مصور رسالہ بھی شائع ہوتا ہے جسے کافی امداد حاصل ہے۔ یہ رسالہ مشرق کے اجتماعی اور سیاسی معاملات پر عوام کی دلچسپی کے لئے عام فہم مضامین شائع کرتا ہے (اور تمام دنیا میں کافی مقبول ہے) اس رسالے کا نام "ایشیا" ہے۔

کتب خانے دارالخلافہ واشنگٹن میں "کانگریس لائبریری" ہے جو امریکہ میں سب سے بڑی لائبریری ہے۔ نہ صرف عمارت اور ظاہری شکل وصورت کے لحاظ سے بلکہ کتابوں کے ذخیرے کے لحاظ سے بھی یہ عظیم الشان کتب خانہ ہے۔ اس کی مستحکم عمارت، نقش ونگار اور گلکاریوں کی وجہ سے نہایت خوبصورت اور روح افزا ہے۔ ملک کے قانون کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہر مطبوعہ کتاب کے دو تین نسخے اس کتب خانہ کو پیش کئے جاتے ہیں۔ جنگِ عظیم کے بعد جب میں اس کتب خانہ میں گیا تو اس وقت "الہلال قاہرہ" کے بہت پرچے وہاں محفوظ دیکھے۔ میرا گمان غالب یہ ہے کہ اس کتب خانے میں مشرقی کتابوں کا ذخیرہ امریکہ کے دیگر کتب خانوں سے

بہت زیادہ ہے۔

نیویارک کی پبلک لائبریری بھی بہت بڑی ہے۔ اس کے مشرقی شعبہ میں تیس ہزار کتابیں ہیں۔ یعنی امریکن یونیورسٹی بیروت کے کتب خانے سے بھی زیادہ اس میں مشرقی علوم کی کتابیں موجود ہیں۔ یہ کتب خانہ مصر، شام، حجاز، عراق، ارمینیا ممالک فارس اور دیگر مشرقی ممالک کے اخباروں اور رسائل سے تبادلہ کرتا رہتا ہے۔ موسم گرما کی تعطیلات میں میں نے بیشتر وقت اس کتب خانہ میں مشرقی کتب کے مطالعہ میں گذارا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ شعبہ کتب مشرقیہ کا منتظم ہر اس نئی کتاب کے خریدنے پر آمادہ ہوگیا جس کا نام میں نے اس کے سامنے پیش کیا۔ ان کتابوں کے پہلے صفحہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کتابوں کی بڑی تعداد ایک دولتمند یہودی یعقوب شف کی عطا کردہ ہے۔

ان کتب خانوں کے علاوہ ہر بڑی یونیورسٹی میں ایک کتب خانہ ہوتا ہے جس کے ضمن میں مشرقی شعبہ بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مشرقی اشیار کے عجائب خانے بھی ملحق ہوتے ہیں لیکن یہ عجائب خانے لندن پیرس اور برلن کے عجائب خانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

میرے علم میں امریکہ کے کتب خانوں میں کوئی نادر قیمتی قلمی کتاب نہیں آئی۔ البتہ ابن عساکر کی تاریخ دمشق کا ایک نسخہ کولمبیا یونیورسٹی میں اور سریانی زبانوں کی بائبلوں کے قدیم ایڈیشن واشنگٹن کی کیتھولک یونیورسٹی میں موجود ہیں۔

کارل مارکس کی شہرۂ آفاق کتاب کیپٹل کا ملخص ترجمہ

سرمایہ

سیاسی دنیا میں "کارل مارکس" کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں "سرمایہ" اس کی سب سے مہتم بالشان تصنیف "کیپٹل" (Capital) کا ملخص سستہ ورفتہ ترجمہ ہے۔ اصل کتاب کی اہمیت اور اس کی غیر معمولی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ دنیا میں آج تک کسی کتاب پر اتنے تبصرے نہیں ہوئے جتنے اس کتاب پر ہوئے ہیں۔ "کارل مارکس" نے اس کتاب میں انقلابی نظریوں کو علمی صورت میں پیش کیا ہے۔ سرمایہ کی حقیقت سرمایہ داری کے اصول، محنت اور مزدوری کے پرپیچ مسائل پر یہ کتاب عجیب وغریب معلومات مہیا کرتی ہے۔

قیمت مجلد مع خوبصورت گردپوش عہ

} منیجر ندوۃ المصنفین دہلی قرول باغ